اس مجموعے کا پہلا مضمون اس طرح شروع ہوتا ہے:

"علامہ اقبال ہمارے ایسے نابغہ عصر شاعر تھے جو خدا' انسان اور کائنات تینوں کا ایک مخصوص اور متوازن شعور رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک زندگی ایک بامعنی سرگرمی ہے جو جہانِ تازہ اور امتحانِ تازہ سے عبارت ہے۔ خدا کی ذات ایک ایسی قابلِ ستایش ہستی ہے' جو ہمہ وقت اپنی مخلوقات پر نظر رکھتی ہے اور ان سے الگ تھلگ یا لا تعلق نہیں ہے' اور انسان ایک ایسی جواب دہ مخلوق ہے' جس کے کندھوں پر خلافتِ ارضی کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ یہی وہ مرکزی خیالات و تصورات ہیں' جو نئے سے نئے اور منفرد سے منفرد اسلوب میں ان کی شاعری میں بالخصوص اور ان کی نثر میں بالعموم جگہ پاتے ہیں۔"

اقبال کی شاعری اور فکر کی گوناگوں اور مختلف' بلکہ بعض اوقات متضاد تعبیریں کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر فراقی نے درجِ بالا سطور میں علامہ اقبال کی حقیقی فکری جہت کو مناسب الفاظ اور متوازن و موثر انداز میں واضح کیا ہے --- اس اقتباس سے خود مصنف کے زاویہء نظر اور اسلوبِ تنقید کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

تنقیدی مضامین میں "جمہوریت' اقبال کی نگاہ میں" مجموعے کا ایک سیر حاصل اور بھرپور مضمون ہے۔ مصنف کا یہ کہنا بجا ہے کہ اقبال' جمہوریت کے جس قدر مداح ہیں' اس سے کہیں زیادہ اس کے نقاد ہیں۔ ان کی تحریریں شاہد ہیں کہ اوائل میں انھوں نے جمہوریت کو بہترین طرز حکومت قرار دیا' اور برطانیہ کی جمہوریت پسندی کے مداح رہے' لیکن جب "بندوں کو گنا کرتے ہیں' تولا نہیں کرتے" پر مبنی طرزِ حکومت کی خرابیاں ان پر واضح ہوئیں تو وہ اس کے شدید ناقد بن گئے۔ جمہوریت کے باب میں اقبال کے ہاں جو تضاد محسوس ہوتا ہے' فراقی صاحب نے اس کی وضاحت بایں الفاظ کی ہے: "اقبال جمہوریت کی روح یعنی حریتِ فکر و عمل (بحیثیت ایک اصول) کے تو قائل ہیں' مگر اس کے عملی مغربی مظاہر کے نقاد" --- شاید امر واقعہ بھی یہی ہے۔

"عصری مسائل اور فکر اقبال" میں مصنف بتاتے ہیں کہ اقبال نے اپنے عہد کے فکری' فلسفیانہ اور روحانی مسائل کو ایک حکیم اور دانش ور کی نگاہ سے دیکھا اور ان پر فنکارانہ رد عمل ظاہر کیا' اور وہ تھا: "ایک سچے مسلم کی طرح قرآن و سنت اور حکمتِ بالغہ کی روشنی میں' ان کا تجزیہ کر کے نسخہء شفا" کی تجویز --- "علامہ اقبال اور مسلم نشاتِ ثانیہ" ایک اور قابل قدر مضمون ہے۔

تحقیقی حصے میں ڈاکٹر فراقی نے شیخ عطاء اللہ مرحوم کے مرتبہ مجموعۂ مکاتیب "اقبال نامہ" کی فروگزاشتوں پر عالمانہ گرفت کی ہے۔ بحیثیت مجموعی وہ اقبال کے محققین و مرتبین کی تعجیل پسندی اور سہل انگاری اور اشاعتی اداروں کی ہوسِ نفع اندوزی پر شکوہ کناں ہیں، کیونکہ اس کے نتیجے میں صورتِ حال اس حد تک تشویش ناک ہو چکی ہے کہ "لفظ غلط، معنی غلط اور املا و انشا غلط" اور اس کی بنیاد پر مرتبہ نتائج بھی غلط" --- اس مضمون کے ساتھ ڈاکٹر فراقی نے "اقبال نامہ" کے سات مکاتیب کو صحتِ متن اور حواشی و تعلیقات کے ساتھ مرتب کرکے تدوینِ خطوط کا ایک معیاری نمونہ بھی فراہم کیا ہے --- انھوں نے مقبول انور داؤدی کی کتاب "مطالبِ اقبال" کو بھی اسی دقتِ نظر سے دیکھا ہے اور اس کی خامیوں، غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد، بجا طور پر قرار دیا ہے کہ: "اقبال آج بھی مظلوم ہیں" --- اقبالیاتی ادب کے تجزیے پر ۴۹ صفحاتی مفصل مقالہ "جلوہ خوں گشت و نگاہے بتماشا نرسید" اس تاثر کو مزید شدت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ فراقی صاحب اقبالیاتی تنقید سے قطعاً" مطمئن نہیں کیونکہ اس میں پھیلاؤ تو ہے مگر عمق، وسعت اور گہرائی نہیں ہے۔ ان کے اس (قدرے مایوسانہ ؟) نقطۂ نظر سے، کتاب کے دیباچہ نگار محترم میرزا ادیب نے اختلاف کیا ہے۔ فراقی صاحب کی اس رائے کو پوری طرح تسلیم کرنے میں ہمیں بھی تامل ہے، تاہم اس میں اختلاف نہیں کہ اقبال کو ایک "بڑے اور جید نقاد" کی ضرورت ہے، اور "اقبال کو مجاورین کی نہیں، مجاہدین اور پوئنٹ وژن رکھنے والے مجتہدین کی ضرورت ہے۔"

اقبالیات پر ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال ۲۰، ۲۵ کتابیں چھپتی ہیں، مگر قابلِ لحاظ کتابوں کی تعداد ۴، ۵ سے زیادہ نہیں ہوتی (کبھی اس سے بھی کم)۔ "جہاتِ اقبال" اس موضوع کی منتخب کتابوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کا اسلوب، نقد و نظر کے مروّج اور روایتی پیمانوں سے ہٹ کر، ایک ذہین و با مطالعہ اور ذوقِ نقدِ شعر رکھنے والے نقاد کا اسلوب ہے، اسی لیے قاری کو اپنی انفرادیت کا احساس دلاتا ہے۔ "جہاتِ اقبال" اقبالیاتی تحقیق و تنقید کا ایک اعتبار قائم کرتی ہے، اور اس سے مطالعۂ اقبال کی بعض نئی سمتوں کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ (رفیع الدین ہاشمی)

ادب القاضی: از ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔ صفحات ۳۹۰

ادب القاضی سے کیا مراد ہے؟ ادب القاضی اسلام کا قانون عدالت و ضابطہ ہے۔ اس میں